

رسول اکرم نہج البلاغہ کی روشنی میں

<?xml encoding="UTF-8">

رسول اللہ اسوہ حسنہ :

معاشرے کو قابل عمل نمونے (آئیڈیل) کی ضرورت ہو تی ہے جس کی پہچان لازمی ہے۔ قرآن مجید اسلامی معاشرے کے لیے رسول اللہ کو اعلیٰ ترین نمونہ (اسوہ) قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہو تا ہے ۔

" لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ " ۱

"تمہارے لیے بہترین نمونہ رسول اللہ کی زندگی ہے ۔"

لہذا انتہائی ضروری ہے کہ معاشرے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے پیغمبر اکرم کی ذات کے مختلف پہلوئوں کا دقت نظر سے مطالعہ کیا جائے اور اُسے معاشرے کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ معاشرہ ان سے الہام لیتے ہوئے ترقی اور سعادت کی راہوں پر گامزن ہو سکے۔

امیر المومنین علی نے اسی بات پر زور دیا ہے ، وہ فرماتے ہیں :

"وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ) كَافٍ لَكَ فِي الْأُسْوَةِ وَدَلِيلٌ لَكَ عَلَى دَمِّ الدُّنْيَا وَعَيْبِهَا وَكَثْرَةِ

مَحَازِيهَا ، وَمَسَاوِيهَا، إِذْ قُبِضَتْ عَنْهُ أَطْرَفُهَا وَوُطِّئَتْ لِعَظْمِهَا أَكْنَا فُهَا وَفُطِمَ عَنْ رِضَا عِهَا وَزُيِّ عَنْ زَخَارِ فُهَا " ۲

"یقیناً رسول اکرم کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے آپ کی ذات دنیا کے عیوب اور اس کی ذلت و

رسوائیوں کی کثرت کو دکھانے کے لیے راہنما ہے اس لیے کہ آپ سے دنیا کے دامنوں کو سمیٹ لیا گیا

اور دوسروں کے لیے اس کی وسعتیں ہموار کر دی گئیں آپ کو اس کے منافع سے الگ رکھا گیا اور اس کی

آرائشوں سے کنارہ کش کر دیا گیا ۔"

اسی خطبے میں آپ کے اُسوہ ہونے اور اس کی پیروی کرنے کی ضرورت پر تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْإِلَهِ طَهْرَ صِلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى ، وَعَزَائِي لِمَنْ تَعَزَّى وَأَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى

اللَّهِ أَلْمَتًا سَيِّئُ بَنِيهِ، وَالْمُقْتَصُّ لَا ثَرَهُ، قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْمًا وَلَمْ يَعْرِهَا طَرْفًا أَهْضَمَ أَهْلَ الدُّنْيَا كَشْحًا وَأَخْمَصَهُمْ مِنْ

الدُّنْيَا بَطْنًا عَرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَابَى أَنْ يَقْبَلَهَا ، وَعَلِمَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئًا فَأَبْغَضَهُ وَحَقَّرَ شَيْئًا فَحَقَّرَهُ، وَصَغَّرَ

شَيْئًا فَصَغَّرَهُ -وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ، وَتَعْظِيمًا مَا صَغَّرَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ لَكَفَى بِهِ شِقَاقًا لِلَّهِ

وَمُحَادَّةً عَنِ أَمِّ اللَّهِ " ۳

" تم لو گ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والوں کے لیے بہترین نمونہ اور

صبر و سکون کے طلب گاروں کے لیے بہترین سامان صبر و سکون ہے ،اللہ کی نظرمیں محبوب ترین بندہ وہ ہے

جو اس کے رسول کی پیروی کرے اور ان کے نقش قدم پر قدم آگے بڑھائے ۔انہوں نے دنیا سے صرف مختصر غذا

حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم پیٹ رہنے والے اور شکم

تہی میں بسر کرنے والے تھے۔ ان کے سامنے دنیا کی پیشکش کی گئی تو انہوں نے اُسے قبول کرنے سے انکار کر دیا

اور جب جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو پسند نہیں کیا تو آپ نے بھی اُسے ناپسند کیا ہے اور اللہ نے ایک چیز کو

حقیر سمجھا ہے تو آپ نے بھی اُسے حقیر ہی سمجھا ہے اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ نے بھی

اُسے پست قرار دیا ہے اور اگر ہم میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہ ہوتا کہ ہم خدا اور رسول کے مبعوض کو

محبوب سمجھنے لگے ہیں اور خدا اور رسول کی نگاہ میں چھوٹے اور حقیر کو عظیم اور بڑا سمجھنے لگیں تو اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سر تابی کے لیے یہی عیب کافی ہے۔"

رسول اللہ کی نبوت وعدہ الہی:

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی نبوت کا وعدہ دیا تھا اور گزشتہ انبیاء کی زبانی آپ کی خبر دی تھی پس اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اُسے تکمیل کیا جس کی خبر پہلے دی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ حضرت محمد پر ایمان لائیں اور لوگوں کو آپ کے بارے میں بشارت دیں اور جب آپ کوپائیں تو پیروی کریں قرآن مجید کی سورہ آل عمران میں جو انبیاء کے میثاق کی بات کی ہے وہ اسی طرف اشارہ ہے۔

ارشاد ہوتا ہے :

"وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّ لَمَّا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ" ٤

"اور اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میثاقی کتاب اور حکمت عطا کردوں پھر آئندہ رسول تمہارے پاس آئے اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرے تو تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہو گا اور ضرور اس کی مدد کرنا ہو گی۔ پھر اللہ نے پوچھا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے عہد کی ذمہ داری لیتے ہو انہوں نے کہا ہاں! ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا: پس تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔"

امیر المومنین نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں :

"إِلَىٰ أَنْ بَعَثَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا نَجَازَ عِدَّتِهِ وَإِثْمَامَ نَبُوتِهِ مَا خُوذًا عَلَى النَّبِيِّنَ مِثَاقُهُ مَشْهُورَةٌ سِمَاتُهُ كَرِيمًا مِيلَادُهُ"

"یہاں تک کہ اللہ سبحانہ نے ایفائے عہد اور اتمام نبوت کے لیے محمد کو مبعوث فرمایا جن کے متعلق نبیوں سے عہد وپیمان لیا جا چکا تھا۔ جن کی علامتیں مشہور اور ولادت مسعود و مبارک تھی۔"

اسی مطلب کو امیر المومنین علی نے ایک اور مقام پر واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی سے پہلے آنے والے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ ہمارے نبی کے مبعوث ہونے کی خبر اور ان کے فضائل اپنی اپنی امتوں کو بیان کریں اور انہیں ان کے آنے کی بشارت اور تصدیق کرنے کا حکم دیں۔ ٥

آنحضرت کی بعثت کے وقت عربوں کی سیاسی اور معاشرتی حالت : امیر المومنین علی خطبہ نمبر ۱ میں فرماتے ہیں :

"وَأَهْلُ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ مَلَلٌ مُتَفَرِّقَةٌ وَأَهْوَاءُ مُنْتَشِرَةٌ وَطَرَائِقُ مُتَشَتَّتَةٌ بَيْنَ مُشَبَّهِ لِلَّهِ بِخَلْقِهِ أَوْ مُلْجِدٍ فِي اسْمِهِ أَوْ مُشِيرٍ إِلَىٰ غَيْرِهِ فَهَذَا هُمْ بِهِنَّ الضَّلَالَةُ وَأَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ" ٦

"اس وقت اہل زمین متفرق مذاہب، منتشر خواہشات اور الگ الگ راستوں پر گامزن تھے۔ اس طرح سے کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے، کچھ اس کے ناموں کو بگاڑ دیتے کچھ اُسے چھوڑ کر اوروں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ پس خداوند عالم نے آپ کے ذریعہ سب کو گمراہی سے ہدایت دی اور آپ کے وجود سے جہالت سے باہر نکالا۔"

خطبہ نمبر ۲ میں انہوں نے عربوں کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں :

"وَالنَّاسُ فِي فِتْنٍ أَنْجَذَمَ فِيهَا حَبْلُ الدِّينِ وَتَزَعَزَعَتْ سَوَارِي الْيَقِينِ وَاخْتَلَفَ النَّجْرُ وَتَشَتَّتَ الْأَمْرُ وَضَاقَ الْمَخْرَجُ وَعَمِيَ الْمَصْدَرُ فَالْهَدَى حَامِلٌ وَالْعَمَى شَامِلٌ عُصِيَ الرَّحْمَنُ وَنَصَرَ الشَّيْطَانُ وَخُذِلَ الْإِيمَانُ فَأَنْهَارَتْ دَعَائِمُهُ، وَتَنَكَّرَتْ مَعَالِمُهُ وَدَرَسَتْ سُبُلُهُ وَعَفَتْ شُرُكُهُ أَطَاعُوا الشَّيْطَانَ فَسَلَكُوا مَسَالِكَهُ وَوَرَدُوا مَنَا هَلَهُ، بِهِمْ سَارَتْ أَعْلَامُهُ وَقَامَ يَوْأُوهُ فِي فِتْنٍ دَاسَتْهُمْ بِأَخْفَا فِيهَا، وَوَطِئَتْهُمْ بِأَطْلَافِهَا، وَقَامَتْ عَلَى سَنَابِكِهَا فَهَمَّ فِيهَا تَائِهُونَ حَائِزُونَ جَاهِلُونَ مَفْتُونُونَ فِي خَيْرٍ دَارٍ، وَشَرٍّ جَنَّاتٍ، نُومَهُمْ سُهُودٌ وَكُحْلُهُمْ دُمُوعٌ بَارِضٍ عَالِمُهَا مُلْجَمٌ وَجَا هَلُهَا مُكْرَمٌ" ۷

"یہ بعثت اس وقت ہوئی جب لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جن سے ریسمان دین ٹوٹ چکی تھی، یقین کے ستون متزلزل ہو گئے، اصول میں شدید اختلاف تھا اور امور میں سخت انتشار، مشکلات سے نکلنے کے راستے تنگ و تاریک ہو گئے تھے، ہدایت گمنام تھی اور گمراہی ہر سر عام، رحمن کی نافرمانی ہو رہی تھی اور شیطان کی نصرت، ایمان یکسر نظر انداز ہو گیا تھا، اس کے ستون گر گئے تھے اور آثار ناقابل شناخت ہو گئے تھے، راستے مٹ گئے تھے اور شاہرائیں بے نشان ہو گئی تھیں لوگ شیطان کی اطاعت میباسی کے راستے پر چل رہے تھے اور اسی کے چشموں پر وارد ہو رہے تھے انہیں کی وجہ سے شیطان کے پر چم لہرا رہے تھے اور اس کے علم سر بلند تھے، یہ لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جنہوں نے انہیں پیرون تلے روند دیا تھا اور سُموں سے کچل دیا تھا اور خود اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ فتنوں میں حیران و سرگرداں اور جاہل و فریب خوردہ تھے ایک ایسے گھر (مکہ) میں یہ لوگ تھے جو خود اچھا مگر اس کے بسنے والے بُرے تھے، جہاں نیند کی بجائے بیداری اور سُرمے کی جگہ آنسو تھے، اس سر زمین پر عالم کے منہ میں لگام تھی اور جاہل معززو سرفراز تھا۔"

حضرت علی - مزید ان کے حالات ایک اور مقام پر یوں فرماتے ہیں۔

"بَعَثَهُ وَالنَّاسُ ضَلَالٍ فِي حَيْرَةٍ وَخَاطِبُونَ فِي فِتْنَةٍ، قَدْ اسْتَهْوَتْهُمْ الْأَهْوَاءُ وَاسْتَرْزَلَتْهُمْ الْكِبَرِيَاءُ، وَاسْتَخَفَّتْهُمْ الْجَاهِلِيَّةُ الْجَهْلَاءُ حَيَارَى فِي زَلَالٍ مِنَ الْأَمْرِ وَبَلَاءٍ مِنَ الْجَهْلِ وَمَبَالِغِ صَلَى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي النَّصِيحَةِ وَمَضَى عَلَى الطَّرِيقَةِ، وَدَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" ۸

"اللہ سبحانہ نے آپ کو اس وقت بھیجا جب لوگ گمراہی میسرگرداں تھے فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے، خواہشات نے انہیں بہکا دیا تھا اور غرور نے ان کے قدموں میں غلغلا پیدا کر دی تھی، جاہلیت نے انہیں سبک سر بنا دیا تھا اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت کی بلاؤں میں حیران و سرگرداں تھے۔ آپ نے نصیحت کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستے پر چلے اور لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کی طرف دعوت دی۔"

امیر المومنین علی نے اپنے دیگر خطبات میں بھی ان کے حالات کی تصویر کشی کی ہے۔ ۹۔

آپ نے ایک اور مقام پر جاہلیت عرب کی وضاحت فرمائی ہے۔

"یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد کو عالمین کے لیے عذاب الہی سے ڈرنے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا ہے۔ اے گروہ عرب! اُس وقت تم بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے، کھردرے پتھروں اور زبریلے سانپوں میں مہم بود و باش رکھتے تھے تم گدلا پانی پیتے تھے اور غلیظ غذا استعمال کرتے تھے ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے اور قربانداروں سے قطع تعلقی کرتے تھے، بت تمہارے درمیان گڑے ہوئے تھے اور گناہ تم سے چمٹے ہوئے تھے۔" ۱۰۔

یہ جملے جناب امیر - نے عربوں کی تحقیر کرنے کر لیے نہیں فرمائے تھے بلکہ آپ نے چاہا کہ عظیم نعمتیں انہیں یاد دلائیں بالخصوص عربوں کے لیے عظیم ترین افتخار رسول اکرم کا ان کے درمیان مبعوث ہونا، انہیں یاد لائیں یہ وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو ان کے درمیان بھیجا جن کی وجہ سے جہالت اور گمراہی

کا اندھیرا چھٹ گیا اور ہر طرف آپ کے نور سے اجالا چھا گیا اور عرب دنیا تہذیب و تمدن کا گہوارہ بن گئی۔

رسول اللہ کی بعثت کے مقاصد :

امیر المومنین علی - نے اپنے مختلف بیانات میں آنحضرت کی بعثت کے مقاصد یوں بیان فرمائے ہیں -

۱. حق کی طرف دعوت دینا:

"أَرْسَلَهُ دَاعِيًا إِلَى الْحَقِّ وَشَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ " ۱۱

"اللہ نے پیغمبر اکرم کو اسلام اور حق کی طرف دعوت دینے والا اور مخلوقات کے اعمال کا گواہ بنا کر بھیجا"

۲. لوگوں کو عذاب الہی سے متنبہ اور ڈرانے کے لیے :

"إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَذِيرًا لِلْعَالَمِينَ وَآمِينًا عَلَى التَّنْزِيلِ " ۱۲

"بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا"

۳. بت پرستی اور اطاعت شیطان کی ذلتوں سے نکالنا :

"فَبَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهُ الْأَوْثَانَ إِلَى عِبَادَةِ ، وَمَنْ طَاعَ الشَّيْطَانَ إِلَى طَاعَتِهِ

، بِقُرْآنٍ قَدْ بَيَّنَّهَ وَأَحْكَمَهُ لِيُعْلَمَ الْعِبَادُ رَبُّهُمْ إِذْ جَهِلُوهُ ، وَلِيَقْرُوا بِهِ إِذْ جَحَدُوهُ وَلِيُثْبِتُوهُ بَعْدَ إِذْ أَنْكَرُوهُ" ۱۳

"پروردگار نے حضرت محمد کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الہی

کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمن کی اطاعت کر ائیں اس قرآن کے ذریعہ

جسے اُس نے واضح اور محکم قرار دیا ہے تا کہ بندے اپنے رب سے جا ہل و بے خبر رہنے کے بعد اُسے پہچان لیں

، ہٹ دھرمی اور انکار کے بعد اس کے وجود کا یقین اور اقرار کریں ۔۔ "

۴. اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا :

"ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ سَبَّحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْحَقِّ حِينَ دَنَا مِنَ الدُّنْيَا الْأَنْقِطَاعُ ، وَأَقْبَلَ الْآخِرَةِ إِلَّا

طِلَاعٌ.....جَعَلَهُ اللَّهُ بَلَاغًا لِرِسَالَتِهِ ، وَكَرَامَةً لِمَمَّتِهِ ، وَرَبِيعًا لِأَهْلِ زَمَانِهِ وَرَفْعَةً لِعَوَانِهِ وَشَرَفًا لِنَصَارِهِ" ۱۴

"اس کے بعد اللہ سبحانہ نے حضرت محمد کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جب دنیا فنا کی منزل کے قریب تر

ہو گئی اور آخرت سر پر منڈلا نے لگی ۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیغام رسانی کا وسیلہ ، امت کی کرامت ، اہل زمانہ

کی بہار ، اعوان و انصار کی بلندی کا ذریعہ اور ان کا یار و مددگار افراد کی شرکت کا واسطہ قرار دیا "

دوران رسالت ، رسول اللہ کی جانفشانی اور جدوجہد: رسول خدا نے اپنی بعثت کے اہداف کو کس طرح حاصل

کیا اور الہی اہداف کو کیسے پایہ تکمیل تک پہنچایا ، اس بارے میں حضرت امیر المومنین - فرماتے ہیں :

"أَرْسَلَهُ دَاعِيًا إِلَى الْحَقِّ وَشَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ مَبْلَغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ غَيْرَ وَاِنِ وَلَا مُقَصِّرٍ وَجَاهِدَ فِي اللَّهِ أَعْدَائِهِ غَيْرَ وَأَهْنٍ

وَلَا مُعَذِّرٍ إِمَامٌ مَنِ اتَّقَى وَبَصُرُ مِنْ اهْتَدَى" ۱۵

"اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حق کی طرف بلانے والا ، اور مخلوقات کے اعمال کا گواہ بنا کر بھیجا تو آپ نے

پیغام الہی کو مکمل طور پر پہنچا دیا نہ اس میں کوئی سُستی کی نہ کوتاہی ، اور اللہ کی راہ میں اس کے

دشمنوں سے جہاد کیا اور اس میں نہ کوئی کمزوری دکھائی اور نہ کسی حیلہ اور بہانہ کا سہارا لیا، آپ متقین

کے امام اور طالبان ہدایت کے لیے آنکھوں کی بصارت تھے ۔"

حضور کی جدوجہد کے متعلق فرماتے ہیں :

"أَرْسَلَهُ بِجُودِ الْحَجِّ، وَظُهُورِ الْفَلَجِ، وَإِيضاً الْمَنْهَجِ، فَبَلَغَ الرِّسَالَةَ صَادِعاً بِهَا وَحَمَلَ عَلَى الْمَحَجَّةِ ذَالاً عَلَيْهَا وَأَقَامَ أَغْلَامَ إِلَّا هَتْدَائِي وَمَنَارَ الضِّيَائِ، وَجَعَلَ أَمْرَ اسِّ الْإِسْلَامِ مَتِينَةً وَعُرَى الْإِيمَانِ وَثِيقَةً " ١٦

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو نا قابل انکار دلیلوں، واضح کامرانیوں اور راہ (شریعت) کی راہنمائی کے ساتھ بھیجا آپ نے اس کے پیغام کو واشگاف انداز میں پیش کر دیا اور لوگوں کو سیدھے راستے کی راہنمائی کر دی۔ ہدایت کے نشان قائم کر دیے اور روشنی کے منارے استوار کر دیے اسلام کی رسیوں کو مضبوط بنا دیا اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کر دیا۔

آنحضرت کا خاندان اور ان کا مقام و مرتبہ: خطبہ ١٦١ میں بیان کرتے ہیں :

"إِبْنَعْتَهُ بِالنُّورِ الْمُضِيِّ، وَالْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ وَالْمَنْهَاجِ الْبَادِي، وَالْكِتَابِ الْهَادِي، أَسْرَتُهُ خَيْرُ أَسْرَةٍ وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ، اغْضَا نَهَا مُعْتَدِلَةً، وَثَمَارُهَا مُتَهَدِّلَةً " ١٧

"پروردگار نے آنحضرت کو روشن نور (واضح دلیل) نمایاں راستہ اور ہدایت کرنے والی کتاب کے ساتھ بھیجا ، آپ کا خاندان بہترین خاندان اور آپ کا شجرہ بہترین شجرہ ہے ، جس کی شاخیں معتدل ہیں اور ثمرات دسترس کے اندر ہیں۔"

خطبہ ١٠٦ میں بیان فرمایا ہے :

"إِخْتَارَهُ مِنْ شَجَرَةٍ الْأَنْبِيَاءِ مُشْكَاةِ الضِّيَائِ وَدُؤَابَةِ الْعُلَيَّاءِ وَسُرَّةِ الْبَطْحَائِ وَمَصَابِيحِ الظُّلُمَةِ، وَيَنَاءِ بَيْعِ الْجِئْمَةِ" ١٨

"رسول خدا کو اس نے انبیاء کے شجرہ، روشنی کے مرکز (آل ابراہیم) بلندی کی جبین (قریش) بطحاء کی ناف (مکہ) اور اندھیرے کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں سے منتخب کیا۔"

خطبہ ٩٢ میں بیان کرتے ہیں :

"انبیاء کرام کو پروردگار نے بہترین مقامات پر ودیعت رکھا اور بہترین منزل میں ٹھہرایا ، وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے ، جب ان میں سے کوئی گزرے والا گزر گیا تو دین خدا کی ذمہ داری بعد والے نے سنبھال لی یہاں تک کہ یہ الہی شرف حضرت محمد تک پہنچا اس نے انہیں بہترین نشوونما والے معدنوں اور ایسی اصلوں سے جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہت باوقار تھیں ، پیدا کیا اس شجرہ سے جس سے بہت سے انبیاء پیدا کیے اور اپنے امین منتخب فرمائے ، پیغمبر کی عترت ، بہترین عترت اور ان کا خاندان شریف ترین خاندان ہے ، ان کا شجرہ وہ بہترین شجرہ ہے جو سر زمین حرم پر اُگا ہے اور بزرگی کے سایہ میں پروان چڑھا ہے ، اس کی شاخیں بہت طویل ہیں اور اس کے پھل انسانی دسترس سے بالاتر ہیں۔" ١٩

توصیف و تعریف :

"حضرت رسول خدا کے حقیقی اوصاف اور آپکی سچی تعریف اور دقیق ہے کہ انسان اس کی سحر انگیزی اور معنی کی گہرائی میں ورطہ حیرت میں پڑ جاتا ہے ، چنانچہ امیر المومنین - خطبہ نمبر ١٠٥ میں آنحضرت کی یوں تعریف کرتے ہیں -

"حَتَّى بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، شَهِيدًا وَبَشِيرًا، وَنَذِيرًا، خَيْرَ الْبَرِيَّةِ طِفْلاً، وَأَنْجَبَهَا كَهْلاً، وَأَطْهَرَ الْمُطَهَّرِينَ شَيْمَةً، وَأَجْوَدَ الْمُسْتَمْطَرِّعِينَ دِيمَةً" ٢٠

"یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد کو امت کے اعمال کا گواہ ، ثواب کی بشارت دینے والا ، اور عذاب سے ڈرانے

والا بنا کر بھیجا، جو بچپن میں بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہو نے پر بھی اشرف کائنات تھے، عادات کے اعتبار سے تمام پاکیزہ افراد سے زیادہ پاکیزہ اور بارانِ رحمت کے اعتبار سے ہر سحابِ رحمت سے زیادہ کریم و جواد تھے

ایک اور مقام پر آپ کی مدح یوں کرتے ہیں :

"فَهُوَ إِمَامٌ مِّنِ اتَّقَى، وَبَصِيرَةٌ مِّنِ اهْتَدَى، سِرَاجٌ لَمَعَ ضَوْؤُهُ، وَشِهَابٌ سَطَعَ نُورُهُ وَ زُنْدٌ بَرَقَ لَمْعُهُ، سِرُّهُ الْقَصْدُ، وَسُنَّتُهُ الرُّشْدُ وَكَلَامُهُ الْفَصْلُ، وَحُكْمُهُ الْعَدْلُ، أَرْسَلَهُ عَلَى حِينٍ فُتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَهَفْوَةٍ عَنِ الْعَمَلِ، غَبَاوَةٍ مِّنَ الْأَلَمِ" ۲۱

"آپ اہل تقویٰ کے امام اور طالبانِ ہدایت کے لیے سرچشمہ بصیرت ہیں، آپ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی لو دے رہی ہے اور ایسا ستارہ جس کا نور درخشاں ہے اور ایسا چقماق ہیں جس کی چمک شعلہ فشاں ہے، ان کی سیرت میانہ روی، سنت رشد و ہدایت، ان کا کلام حرفِ آخر اور ان کا فیصلہ عادلانہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت بھیجا جب انبیاء کا سلسلہ موقوف تھا اور بد عملی کا دور دورہ تھا، اور امتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی۔"

ایک اور مقام میں بیان فرمایا : "بزرگی اور شرافت کے معدنوں اور پاکیزگی کی جگہوں میں آپ کا مقام بہترین مقام اور آپ کی نشوونما کی جگہ بہترین منزل ہے، نیک کرداروں کے دل آپ کی طرف جھکا دیئے گئے اور نگاہوں کے رخ آپ کی طرف موڑ دیئے گئے، اللہ نے آپ کے ذریعہ کینوں کو دفن کر دیا اور عداوتوں کے شعلے بجھا دیئے، لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا اور کفر کی برادری کو منتشر کر دیا اہل ذلت کو با عزت بنا دیا، اور کفر کی عزت پر اکڑنے والوں کو ذلیل کر دیا، آپ کا کلام شریعت کا بیان اور آپ کی خاموشی احکام کی زبان" ۲۲

رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے مکارمِ اخلاق :

رسول اکرم کے اعلیٰ اخلاق کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے :

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ" ۲۳

"بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں"

خود آپ نے اپنی بعثت کا مقصد مکارمِ اخلاق کی تکمیل قرار دیا ہے، آپ کا فرمان ہے :

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ" ۲۴

یہ اخلاق کی اہمیت اور عظمت کی دلیل ہے اسی طرح آپ انہی اعلیٰ اخلاق و صفات کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں، نہج البلاغہ میں جو آپ کے اعلیٰ اخلاق کا تذکرہ ہے انہیں یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

زہد و پارسائی :

حضرت علی فرماتے ہیں:

"قَدْ حَقَّرَ الدُّنْيَا وَصَغَّرَهَا وَأَهْوَنَ بِهَا وَهَوَّنَهَا، وَعَلِمَ أَنَّ اللَّهَ زَوَّاهَا عَنْهُ اخْتِيَارًا، وَبَسَطَهَا لِغَيْرِهِ اخْتِقَارًا، فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ، وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشًا، أَوْ يَرْجُوَ فِيهَا مَقَامًا، بَلَّغَ عَنْ رَبِّهِ مُعْذِرًا، وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ مُنْذِرًا، وَدَعَا إِلَى الْجَنَّةِ مُبَشِّرًا، وَخَوَّفَ مِنَ النَّارِ مُحَذِّرًا" ۲۵

"آپ نے اس دنیا کو ذلیل و خوار سمجھا اور پست و حقیر جانا اور یہ جانتے تھے اللہ نے آپ کی شان کو بالائے تر سمجھتے ہوئے اور اس دنیا کو آپ سے الگ رکھا ہے اور گھٹیا سمجھتے ہوئے دوسروں کے لیے اس کا دامن پھیلا دیا ہے لہذا آپ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اس کی یاد کو دل سے بالکل نکال دیا اور یہ چاہا

کہ اس کی سچ دھج نگاہوں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ لباس زیب تن فرمائیں اور کسی نہ خاص مقام کی امید کریں، آپ نے پروردگار کے پیغام کو پہنچانے میں سارے عذر اور بہانے ہر طرف کر دیئے اور امت کو عذاب الہی سے ڈراتے ہوئے نصیحت فرمائی جنت کی بشارت سنا کر اس کی طرف دعوت دی اور جہنم سے بچنے کی تلقین کر کے خوف پیدا کرایا "

اس بارے میں آنحضرت کی سیرت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں
 "وَلَقَدْ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، يَا كُلُّ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ، وَيَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ، وَرَقَعَ بِدِهْ ثَوْبَهُ، وَرَكَبَ الْحِمَارَ الْعَارِيَّ وَيَزِدُّ خَلْفَهُ وَكَوْنُ السَّيْرِ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ، فَيَقُولُ : (يَا فُلَانَةُ لَا حُدَىٰ أَرْوَاجِهِ غَيْبِيهِ عَنِّي، فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَزَخَارِفَهَا) فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ، وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِءَاشًا، وَلَا يَعْتَقِدَهَا قَرَارًا، وَلَا يَرْجُو فِيهَا مَقَامًا، فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ، وَأَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ، وَغَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ وَكَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئًا أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَأَنْ يَذْكُرَ عِنْدَهُ" ۲۶
 "رسول اللہ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھا تے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اپنے

ہاتھ سے جو تی ٹانکتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیو نہ لگائے تھے اور بے پالان گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بیٹھا بھی لیتے تھے، گھر کے دروازے پر ایک دفعہ ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے اپنی ایک زوجہ سے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹا دو، جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آجاتی ہیں، آپ نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سچ و دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تا کہ ان سے عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اُسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اُس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں، انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اُسے اوجھل رکھا تھا یونہی جو شخص کسی شے کو بُرا سمجھتا ہے تو اُسے نہ دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے "

حسن سلوک اور مہربانی :

قرآن مجید رسول اللہ کی بہترین اخلاقی خصوصیت حسن سلوک اور مہربانی و عطوفت بیان کرتا ہے، آپ نے اپنی اسی خصوصیت کی بنا پر بہت سے دلوں کو اپنی طرف جذب کیا اور انہیں ہدایت کے چشمہ سے سیراب کیا، ارشاد ہوتا ہے۔

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ" ۲۷

"پس آپ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ان کے لیے نرم خو اور مہربان ہیں اگر آپ سخت اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے ارد گرد سے دُور ہو جاتے "

حضرت علی - آنحضرت کی اسی خصوصیت کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں :

"وَأَطَهَرَ الْمُطَهِّرِينَ شَيْمَةً، وَأَجْوَدَ الْمُسْتَمْطَرِينَ دِيْمَةً" ۲۸

"عادات کے اعتبار سے آپ تمام پاکیزہ افراد سے پاکیزہ اور بارانِ رحمت کے اعتبار سے ہر سحابِ رحمت سے زیادہ کریم و جواد تھے ۔"

لوگوں کی خیر خواہی اور ہمدردی:

قرآن مجید نے اپنی دو آیتوں میں رسول خدا کی اس صفت کے بارے میں بیان فرمایا :

"لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَىٰ كُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ" ۲۹

"فَلَعَلَّكَ بَا خَع تَفْسَك عَلَى أَثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا" ۳۰

حضرت علی - نہج البلاغہ میں ذکر کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت بھجیا جب لوگ گمراہی و ضلالت میں حیران و سرگردان تھے اور فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے، نفسانی خواہشات نے انہیں بہکا دیا تھا اور غرور نے ان کے قدموں میں لغزش پیدا کر دی تھی اور بھرپور جاہلیت نے ان کی مت مار دی تھی اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران و پریشان تھے"

"فَبَالَعَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي النَّصِيحَةِ وَمَضَى عَلَى الطَّرِيقَةِ ، وَدَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" ۳۱

"چنانچہ نبی اکرم نے نصیحت اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستے پر چلے اور لوگوں کو حکمت و دانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف دعوت دیتے رہے"

آنحضرت ایسے طبیب تھے جو خود بیماروں کے پاس چل کر جاتے تھے اور ان کا روحانی معالجہ کرتے تھے اس بارے میں امیر المومنین - نے فرمایا :

"طَبِيبٌ دَوَّارٍ بِطَبِّهِ قَدْ أَحْكَمَ مَرَأَهُمْ ، وَأَحْمَى مَوَاسِمَهُ يَضَعُ ذَلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ إِلَيْهِ ، مِنْ قُلُوبٍ عُمِيٍّ ، وَأَذَانٍ صُمٍّ ، وَالسِّنَّةِ بَكُمْ مُتَّبِعٍ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْعَقْلَةِ وَمَوَاطِنَ الْحَيَرَةِ" ۳۲

"آپ وہ طبیب تھے جو اپنی طبابت کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو، جس نے اپنے مرہم کو درست کر لیا ہو اور داغنے کے آلات کو تپا لیا ہو، وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہو تی ہے، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو اور دوا لیے ایسے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوئوں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔"

شجاعت و بہادری :

امیر المومنین علی کہ جو خود 'اشجع الناس' تھے وہ آنحضرت کی شجاعت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں :

"كُنَّا إِذَا حَمَّرَ الْبُأْسُ اتَّقَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَّا أَقْرَبَ إِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ" ۳۳

"ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ جب جنگ میں شدت پیدا ہو جاتی اور دو گروہ برسرِ پیکار ہو جاتے تو ہم آنحضرت کی پناہ میں آجاتے اور آپ کو اپنی سپر قرار دیتے کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی بھی دشمن کے قریب نہ ہوتا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت پر امیر المومنین - کے تاثرات :

رسول خدا کو غسل و کفن دیتے وقت فرمایا :

"بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ ! لَقَدْ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَالِمٌ يَنْقُطَعُ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النَّبُوَّةِ وَالْأَنْبَاءِ وَأَخْبَارِ السَّمَائِ خَعَصَتْ حَتَّى صِرَتْ مُسَلِّيًّا عَمَّنْ سِوَاكَ ، وَعَمَمَتْ حَتَّى صَارَ النَّاسُ فَهْلَ سَوَائِي ، وَلَوْلَا أَنَّكَ أَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزَعِ ، لَأَنْقَذَ نَا عَلِيلَ مَائِ النَّتُونِ وَلَكَانَ الدَّائِي مَمَّا طَلَأَ ، وَالْكَمْدُ مُحَالِفًا ، وَقَلَّ لَكَ وَلِكِنَّهُ مَا لَا يَمْلِكُ رَدُّهُ ، وَلَا يَسْتَطَاعُ دَفْعُهُ ! يَا أَبَا أَنْتَ أُمِّي ! اذْكُرْنَا عِنْدَ رَبِّكَ ، وَاجْعَلْنَا مِنْ بَالِكِ" ۳۴

"یا رسول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کے رحلت فرما جانے سے نبوت، الہی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ ختم ہو گیا جو کسی اور نبی کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا، آپ کا غم اہل بیت کے ساتھ یوں خاص ہوا کہ ان کے لیے ہر غم میں باعث تسلی بن گیا اور ساری امت کے لیے عام ہوا کہ سب برابر کے شریک ہو گئے، اگر آپ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور نالہ و فریاد سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ درد کسی درمان کو قبول نہ کرتا اور یہ رنج و الم ہمیشہ ساتھ رہتا پھر بھی یہ گریہ و بکا اور حزن و اندوہ آپ کی مصیبت کے مقابلے میں کم ہوتا لیکن موت ایسی چیز ہے جس کا پلٹنا کسی کے بس

میں نہیں اور جس کا ٹال دنیا کسی کے اختیار میں نہیں ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان مالک کی بارگاہ میں ہمار
ابھی ذکر کیجیے گا اور اپنے دل میں ہمارا بھی خیال رکھیے گا ۔"

حوالہ جات

- ۱۔ القرآن :سورہ الاحزاب ،آیت ۲۱
- ۲۔ نہج البلاغہ (ترجمہ مفتی جعفر حسین)خطبہ نمبر ۱۵۸، ص ۴۳۰، امامیہ پبلیکیشنز ۱۹۹۹
- نہج البلاغہ دکتہ صبحی الصالح ،خطبہ ۱۶۰، ص ۲۲۶ مرکز العبوت اسلامیہ ،ایران ۱۳۹۵ء
- ۳۔ نہج البلاغہ (ترجمہ مفتی جعفر حسین)خطبہ نمبر ۱۵۸، ص ۴۳۲
- ۴۔ القرآن ، آل عمران ،آیت ۸۱
- ۵۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱، ص ۹۰ (بحار الانوار ،۱۱، ۱۲) (بلاغ المبین ، ص ۸۵)
- ۶۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱، ص ۹۰
- ۷۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۲، ص ۹۹
- ۸۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۹۳، ص ۲۹۷
- ۹۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۵۶، ص ۴۲۷، خطبہ نمبر ۱۸۹، ص ۵۲۳
- ۱۰۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۲۶، ص ۱۶۴۔ ۱۶۵
- ۱۱۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۱۴، ص ۳۴۳
- ۱۲۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۹۴، ص ۵۶۳۔ ۵۶۲
- ۱۳۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۴۵، ص ۳۹۹
- ۱۴۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۹۶، ص ۵۷۰
- ۱۵۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۱۴، ص ۳۴۳
- ۱۶۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۸۳، ص ۵۰۱
- ۱۷۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۵۹، ص ۴۳۵۔ ۴۳۴
- ۱۸۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۱۰۶، ص ۳۱۹
- ۱۹۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۹۲، ص ۲۹۶
- ۲۰۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۴۵، ص ۳۹۹
- ۲۱۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۹۲، ص ۲۹۶
- ۲۲۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۹۴، ص ۲۹۸
- ۲۳۔ القرآن القلم ،آیت ۴
- ۲۴۔ مجلسی ،محمد باقر، بحار الانوار ،ج ۱۶، ص ۲۸۷، ح ۱۴۲، مؤسسہ الوفاء بیروت ، ۱۹۸۳ء
- ۲۵۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۰۷، ص ۳۲۸۔ ۳۲۹
- ۲۶۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۵۸، ص ۴۳۳۔ ۴۳۲
- ۲۷۔ القرآن ، آل عمران ،آیت ۱۵۹
- ۲۸۔ نہج البلاغہ ،خطبہ نمبر ۱۰۳، ص ۳۱۲
- ۲۹۔ القرآن ،التوبہ ،آیت ۱۲۸
- ۳۰۔ القرآن ،الکہف ،آیت ۶
- ۳۱۔ نہج البلاغہ (ترجمہ مفتی جعفر حسین)، خطبہ نمبر ۹۳، ص ۲۹۷
- ۳۲۔ نہج البلاغہ (ترجمہ مفتی جعفر حسین)، خطبہ نمبر ۱۰۶، ص ۳۱۹

٣٣- نهج البلاغه فصل فذكر فيه شيئاً من اختيار غريب كلامه المتحاج الى التفسير، حديث ٩

٣٤- نهج البلاغه (ترجمه مفتي جعفر حسين)، خطبه نمبر ٢٣٢، ص ٦٤١-٦٤٠

منبع: مجله نور معرفت